رسائل و مسائل

خواتین کے لیے نماز جمعہ اور تراویح

ہمارے ملک کی کچھ مسجدوں میں خواتین کے لیے نماز جمعہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور اب رمضان میں تراویح کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ یہ خیال رکھا گیا ہے تمام شرعی حدود و قیود کی پاسداری ہو' مثلاً یہ کہ ان کے آنے جانے کے راستے مردوں سے الگ اور محفوظ ہوں' ان کی نماز کی جگہ پردے میں اور مردوں سے دوری پر ہو' وضو اور طہارت کا معقول انتظام ہو' ساؤنڈ سسٹم مناسب ہو' لیکن بعض ائمہ اور علما مخالفت کر رہے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ خاتون کے گھر اور کمرے کی نماز صحن اور مسجد کی نماز سے افضل ہے۔ خواتین کو مسجد میں بلانا مناسب نہیں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

خواتین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس پر کتاب و سنت ناطق ہیں اور امت کا اجماع ہے۔ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے' (اور ایک روایت میں مسلمہ کے لفظ کا اضافہ بھی ہے) تحصیل علم کی فرضیت پر نص صریح ہے۔ تحصیل علم گھر میں بیٹھ کر نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے اور استاد کے پاس جانا پڑتا ہے۔ یہ صورت عملاً ممکن نہیں ہے کہ خواتین اپنے گھروں میں رہیں اور کوئی خاتون گھر گھر جا کر انھیں تعلیم دے۔ تاہم بالفرض اس صورت کو اختیار کر لیا جائے تو اس میں ایک خاتون کا گھر سے نکل کر دوسری جگہ جانا لازم آئے گا۔ حدیث میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ وسلم نے حضرت سودہؓ سے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجت کے لیے باہر نکلو۔ جن حاجات کے لیے باہر نکلنے کی اجازت ہے ان میں تحصیل علم بھی شامل ہے۔ خواتین کی تعلیم و تربیت کے جو مختلف مواقع میسر ہیں ان سے استفادہ کیا جائے گا اور انھیں ان مواقع سے استفادے کی ترغیب دی جائے گی۔ ان مواقع میں جمعہ' عیدین' وعظ اور دروس قرآن کے اجتماعات شامل ہیں۔ اسی طرح اب دینی مدارس بھی قائم کر دیے گئے ہیں جن میں بچیوں کو قرآن و حدیث' عربی زبان' اور فقہ اسلامی کی تعلیم دی جاتی ہے اور ان میں تحریکی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ان مدارس میں بچیوں کو داخل کرنا بھی جائز ہے اور ہمارے ملک کے تمام مکاتب فکر کے علما نے ایسے

مدارس قائم کیے ہوئے ہیں جن میں طالبات باقاعدہ قیام پذیر ہوتی ہیں اور ان کے تحفظ کا پورا پورا اہتمام ہے۔ اس سلسلہ میں دراصل لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ جس چیز کو شریعت نے منع کیا ہے اس کے ساتھ جائز چیز کو خلط ملط کر دیتے ہیں اور پھر مطلوب اور غیر مطلوب میں بھی فرق نہیں کرتے۔

شریعت نے خاتون کو محرم کے بغیر یا خواتین کی جماعت کے بغیر سفر کرنے سے روکا ہے۔ لیکن مسافت سفر سے کم مسافت میں وہ محرم کے بغیر بھی باہر نکل سکتی ہے جبکہ فتنے کا خوف نہ ہو اور ولی یا شوہر کی طرف سے اجازت ہو۔

مسجد میں نماز باجماعت میں شرکت کی اسے ترغیب تو نہیں دی گئی لیکن اجازت دی گئی ہے۔ پانچ وقت کی نماز ہو یا نماز جمعہ ' عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ گھر میں نماز پڑھے اور جائز ہے کہ مسجد میں آ کر نماز باجماعت ادا کرے۔ اس کے مقابلے میں مرد کے لیے گھر میں بلاعذر شرعی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ عیدین میں چونکہ مقصود اہل اسلام کی شوکت کا اظہار بھی ہوتا ہے اس لیے عیدین میں خواتین کی شرکت کی ترغیب آئی ہے۔ اس لیے جو خواتین کے لیے مسجد میں نماز کا اہتمام کرتے ہیں ' ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح مسجدوں میں آ کر نمازیں پڑھیں تاکہ انھیں ثواب زیادہ ملے 'بلکہ مقصد نماز جمعہ ' عیدین اور دیگر مواقع پر خطبات اور وعظ اور دروس سے استفادے کی ترغیب دینا ہے۔ تعلیم و تربیت کے لیے گھر سے باہر نکلنا ' مسجد میں جانا ' مدرسہ میں حاضر ہونا ' سکول اور کالج اور یونی ورسٹی میں جانا کسی کے نزدیک بھی قابل اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے ملک کے علما عرصہ سے اس کی فکر کر رہے ہیں۔ انھوں نے مساجد کے ساتھ خواتین کے لیے گیلریاں وغیرہ بنوانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور بعض خواتین کو اس بات کی ترغیب بھی دیتے ہیں کہ وہ مسجدوں میں آئیں اور وعظ اور درس سے استفادہ کریں۔

جن احادیث میں خواتین کی نمازوں کو گھروں میں افضل قرار دیا گیا ہے وہ تعلیم و تربیت کے لیے مسجد اور مدرسہ میں جانے سے متصادم نہیں ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی بھی دور میں تحصیل علم کے لیے خواتین کو مسجدوں اور مجالس تعلیم و تعلم اور وعظ و تبلیغ میں جانے سے نہیں روکا گیا بلکہ اس پر تعامل رہا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر تو تحصیل علم ممکن ہی نہیں جیسے کہ شروع میں ذکر کیا گیا ہے۔

نیز موجودہ دور میں جبکہ مغرب خواتین کو اسلام کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہمارے ملک میں مغرب زدہ خواتین لادینیت کے فروغ کے لیے میدان عمل میں نکلی ہوئی ہیں ' جلسے منعقد کرتی اور جلوس نکالتی ہیں ' اخبارات میں بیانات دیتی ہیں اور اسلامی اقدار و روایات اور احکام شریعت کا مذاق اڑاتی ہیں ' ضروری ہے کہ اسلام پسند خواتین کو تحریکی کام کی تربیت دی جائے تاکہ وہ

پر امن حالات میں شرعی حدود میں رہ کر اسلام کے لیے باہر نکلنے کی تربیت حاصل کر سکیں اور مغرب زدہ خواتین کو جواب دے سکیں۔ کیونکہ مغرب زدہ خواتین کے مقابلہ میں اسلام پسند خواتین ہی کو آگے آنا چاہیے۔ مردوں کے لیے مناسب نہیں کہ وہ خود ان خواتین کے مقابلہ میں میدان میں نکل کر کام کریں۔ اس لیے خواتین کے لیے نماز جمعہ اور دیگر مواقع سے استفادہ کا انتظام وقت کی ضرورت کا احساس ہے اور خواتین کے دینی حقوق کے حوالے سے شریعت کے منشا کو پورا کرنے کی کوشش ہے۔ نماز جمعہ کی طرح تراویح کے لیے بھی خواتین کا انتظام ہونا چاہیے تاکہ جو خواتین پورا قرآن پاک سننا چاہیں وہ سن سکیں، نیز تراویح کے موقع پر قرآن پاک کے مضامین کا جو خلاصہ پیش کیا جاتا ہو یا کوئی دوسرا تعلیمی و تربیتی پروگرام ہوتا ہو تو اس سے بھی استفادہ کر سکیں۔ (مولانا عبدالمالک)

ایک لیڈی ڈاکٹر کی پریشانی

میرا کام زنانہ مریضوں کے ساتھ ہے اور میرا کلینک زچہ بچہ کلینک ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس میں کچھ کیس بہت اچھے ہو جاتے ہیں اور کچھ کے ساتھ ہماری پوری کوشش کے باوجود حادثے بھی ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میری ایک مریضہ کا بچہ دوران زچگی ختم ہو گیا۔ میں نے سرتوڑ کوشش کی کہ بچے کو زندہ نکال لیا جائے لیکن میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اگر وہ مریض بھی اس کو رب کی رضا سمجھ کر قبول کر لیتے تو میرے ذہن پر کوئی بوجھ نہ رہتا۔ لیکن انھوں نے اس چیز کو قبول نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ میری غلطی ہے۔ گو کہ مجھ سے کوئی مطالبہ یا شکوہ نہیں کیا مگر مجھے کچھ دوسرے لوگوں کی زبانی یہ کیفیت معلوم ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی بساط بھر کوشش کی اور میرے خیال میں اس عورت کی حالت اس وقت ایسی بھی نہ تھی کہ آپریشن کر لیا جاتا۔ بہرحال میں نے پورے خلوص سے کام کیا تھا۔

دوسری ایک مریضہ کا نارمل ہونا مشکوک آرہا تھا۔ اس کا آپریشن کیا اور آپریشن کے دوران کچھ پیچیدگی ہو گئی۔ وہ بچ تو گئی ہے، بچہ بھی بچ گیا ہے لیکن صحت اب ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا میاں بھی سخت ناراض ہوا ہے اس بات پر کہ اس پیچیدگی اور خرچے کی ذمہ دار میں ہوں۔ وہ درگزر پر تیار نہیں ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں مریضوں سے میں نے کیس یا آپریشن کی کوئی فیس نہیں لی حالانکہ دونوں کے ساتھ میں نے پورے خلوص سے بہت محنت کی۔ میں سوچتی ہوں کہ جب میرے پورے خلوص اور محنت کے باوجود کوئی کام نہیں ہو سکتا تو..... کیا پھر بھی میں مجرم ہوں؟ (میرے کلینک میں ماہانہ تقریباً ۲۵۰ زچگیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے چھ سات آپریشن بھی کرنے پڑتے ہیں) جب مریض یا ان کے لواحقین اس طرح کے کیس میں درگزر نہیں کرتے تو میرا دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کہیں جنگل میں چلی جاؤں۔ جہاں کوئی انسان نہ ہو۔ کاش میں ڈاکٹر نہ ہوتی ایک عام گھریلو عورت ہوتی سیدھی سادی۔ نہ اتنا علم ہوتا نہ اتنا سخت محاسبہ..... تب بھی کرتی ہوں، فیس بھی نہیں لیتی، کسی حد تک معذرت اور تلافی کی کوشش بھی کرتی ہوں لیکن مجھے کوئی تسلی دے دیں۔ میرا رب مجھے معاف کرے، وہ گمان رکھتے ہیں جیسے شفا اور زندگی اس کے اپنے ہاتھ میں ہے تو مجھ سے تو آسان حساب لے گا نا!